بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد لله الذی جعل کتابه العزیز و سنة نبیه الکریم صلی الله علیه وسلم میزاناً یبین لنا صحیح القول والعمل وفساده واشهد ان لااله الا الله وحده لا شریک له فی ذاته ولا فی اسمائه وصفاته ولا فی ربوبیته وتصرفاته ولاشریک له فی الوهیته وعباداته وصلی الله علیه وسلم علی خیر خلقه المبعوث رحمة للعالمین وحجة للمومنین وحجة علی الکافرین وعلی آله واصحابه الذین کانت اعمالهم واقوالهم تطبیقا لکتاب ربهم وسنة نبیهم صلی الله علیه وسلم ورضی الله عنهم وارضاهم اجمعین

امابعد! یقیناً تبلیغی جماعت پر اعتراض، نکتہ چینی اور قیل وقال بہت ہو رہی ہے اور یہ اعتراض اور نکتہ چینی کرنے والے بہت لوگ ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں جو امت کے حق میں خیر خواہ ہیں لیکن انہوں نے جماعت کے حق میں اصلاح اور انصاف کا طریقہ اختیار نہیں کیا ان کے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے راستے اور طریقے سے دور اور منحرف ہونے کا فیصلہ دے دیا اور جماعت کے ہر فرد پر بری تہمتیں لگائیں اور ان کی تمام نیکیوں اور اچھے کاموں کا انکار کیا اور بعض تو معترضین حد سے بڑھ گئے انہوں نے تبلیغ والوں کو دائرہ اسلام سے خارج فرقوں کی لڑی میں پرو دیا۔ یہ لوگ اپنے اس برے اسلوب کے ذریعہ ایسی تخریب کر رہے ہے جس کو وہ تعمیر سمجھ رہے ہیں اور برائی کا ارتکاب کر کے سمجھ رہے ہیں کہ وہ نیکی کا کام کر رہے ہیں ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے بلند بالا، مضبوط بنیاد والا، حسین وجمیل ترتیب والا، کامل نفع والا، اچھے فوائد والا ایک مکان دیکھا مگر اس میں تھوڑے سے عیب، خلل اور نقص ہیں جن کو معمولی ترمیم کی ضرورت ہے لیکن وہ شخص بجائے اصلاح

اور عیب و نقص کے دور کرنے کے اس مکان کو بنیاد سے اکھیڑنے کا ارادہ کرتا ہے اور اس میں رہنے والوں سے نکلنے اور مکان چھوڑنے کا مطالبہ کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ ارادہ بھی نہیں رکھتا کہ اس کو توڑ کر اس کی بجائے اس سے اچھا مکان بنایا جائے اور یہ فکر بھی نہیں کرتا کہ اس کے قریب اس سے اچھا اور عیب و نقص سے مبرا دوسرا مکان بنائے۔ اسی لئے میں نے یہ رسالہ تحریر کیا جس میں تبلیغی جماعت کے دعوت والے کام کی بعض خوبیوں کو بیان کیا گیا ہے اور جماعت کے بعض افراد میں پائی جانے والی خطاؤں اور برائیوں سے میں ان کو بری الذمہ نہیں ٹھہراتا اور بے شک میں اپنے تمام مسلمان بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ مل کر کام کریں اور اپنی اور دوسروں کی اصلاح کریں۔ جو لوگ ان کے عیوب بیان کرتے ہیں وہ بھی ان سے پاک نہیں کیونکہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ چھپے عیب تو اسی شخص کے ظاہر ہوتے ہیں جو عمل پر قائم ہوتا ہے اور دعوت کے کام میں مشغول ہوتا ہے جب کہ وہ شخص جو دروازے بند کر کے اپنے گھر میں بیٹھا رہا تو اس کے کام میں مشغول ہوگتا ہے جب کہ وہ شخص جو دروازے بند کر کے اپنے گھر میں بیٹھا رہا تو اس کے عیب اگرچہ کسی کو نظر نہ آئیں لیکن ختم تو نہ ہو جائیں گے، علاوہ ازیں جو خطائیں جماعت کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ کوئی ایسی نمایاں بھی نہیں ہیں گویا کہ وہ جماعت میں موجود ہی نہیں ہیں اور اگر فرض کر لیا جائے کہ وہ نمایاں ہیں تو ان کے ازالہ کے لئے کام کرنا اور ان سے تعاون کرنا بھی لازم ہے کیونکہ مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے اور مسلمانوں کی خیر خواہی فرض ہے اور میں نے اس رسالہ کا نام ”اصلاح و انصاف. **لاهدم و لا اعتساف**“ رکھا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل و کرم کی درخواست کرتا ہوں کہ اس کے نفع مند بنائے اور خالص اپنی ذات کے لئے بنائے اور یہ کہ مسلمانوں کے حالات کو درست بنائے اور حق، ہدایت اور دعوت الی سبیل اللہ پر ان کے قلوب کو جمع فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين نبينا محمد وآله وصحبه اجمعين وبعد.

مجھے مقالات کا ایک مجموعہ دیکھنے کا موقع ملا جس کا نام تھا" **حقائق عن جماعة التبليغ**" ان مقالات کے بعض مضامین پر بحث کرنے اور ان میں موجود غلطیوں کے بیان کرنے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ قارئین کرام کو ایک بہت بڑی حقیقت کی طرف متوجہ کروں جس سے بہت سے لوگ غفلت برتتے ہیں۔ ہاں! تو سنیئے! کسی بھی خبر کی تحقیق اور جستجو کرنا ہے یہ شریعت کے بنیادی قواعد میں سے ہے اور کتاب وسنت میں حکم آیا ہے کہ خبر کی تحقیق کرو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **يايها الذين امنوا ان جاء كم فاسق بنباء فتبينوا ان تصيبوا قوما بجهالة فتصبحوا علىٰ مافعلتم نادمين.**

ترجمہ: اے ایمان والو اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر پہنچا دو پھر اپنے کیئے پر پچھتانا پڑے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **يا ايها الذين امنوا اذا ضربتم في سبيل الله فتبينوا**

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو ہر کام کو تحقیق کر کے کیا کرو۔

صحیح مسلم میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **كفى بالمرءِ كذباً ان يحدث بكل ما سمع.**

ترجمہ: آدمی کے جھوٹے ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کہتا پھرے۔

اور یہ اس لئے کہ کچھ لوگ ہر سنی اور پڑھی ہوئی بات کو جلدی سے قبول کر لیتے ہیں اور تحقیق کرنے کی مشقت گوارا نہیں کرتے کہ یہ خبر صحیح ہے یا نہیں اور اس بنیادی قاعدہ پر عمل

کرنا بھول جاتے ہیں جس کا حکم اللہ تعالی نے دیا ہے چونکہ شیطان قسم کے جن وانس فساد پھیلانے میں لگے رہتے ہیں اس لئے اس بنیادی اصول پر ترک عمل نے بہت سے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ انہوں نے حق کو چھوڑ دیا اور باطل کو قبول کیا حتی کہ انہوں نے اپنی زندگی کی بنیاد غیر واقعی باتوں پر رکھی اور نتیجہ میں اولاد آدم کے درمیان مصائب، حادثات اور عداوتیں رونما ہوئیں۔ جب تک کہ یہ سادہ لوح لوگ اپنی اس روش پر قائم رہیں گے کہ جو بات سنیں اس کو قبول کرلیں۔ اور جو کچھ پڑھیں اسے تسلیم کرلیں اور اس کے تقاضے پر عمل کریں تو مفسدین کے بارے میں حسن ظن رکھتے رہیں گے اور مصلحین کے بارے میں بد ظن ہوتے رہیں گے۔

ہر سنی سنائی اور لکھی لکھائی بات کو بلا تحقیق قبول کرنے کا ہی اثر ہے کہ کتنے ہی خون بہائے گئے اور کتنے ہی بت پوجے گئے اور بہت سے لوگوں نے قبر والوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھا کہ اللہ تعالی کے علاوہ وہ نفع ونقصان کے مالک ہیں اور تو ان میں بدعات وخرافات رائج ہوئیں اور عاجزی، محبت، تعظیم، خوف، دعاء، استعانت، نذر ونیاز وغیرہ بڑی بڑی عبادتیں غیر اللہ کے لئے ہونے لگیں حالانکہ عبادت کی کوئی قسم سوائے اللہ واحد قہار کے کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہے۔

ان ہی خیالات نے مجھے یہ مختصر کلمات لکھنے پر آمادہ کیا مبادا کوئی شخص "حقائق عن جماعة التبليغ" نامی مجموعہ رسائل کا مطالعہ کر کے دعوت دینے والوں کے متعلق سوئے ظن کا شکار ہو جائے۔ علاوہ ازیں میرے ایک دینی بھائی اور دوست نے مجھ سے مطالبہ بھی کیا کہ میں اس مجموعہ رسائل میں موجود خطاؤں پر تنبیہ لکھوں اگر اس بھائی کا احقاق حق اور ابطال باطل پر اصرار شدید نہ ہوتا تو میں شاید اس کام میں مشغول نہ ہوتا۔ اللہ تعالی اس کو میری طرف سے اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ "حقائق عن

جمـاعة التبليغ '' کے مجموعہ رسائل میں یقیناً بہت سی غلطیاں پائی جاتی ہیں اگر چہ ہم ان کے لکھنے والوں کے متعلق حسن ظن رکھتے ہیں کہ ان کا ارادہ اس میں خیر کا ہوگا اور ہمارا یہ حسن ظن امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ان فرمان کی مطابقت میں ہے کہ

لا تحمل اخاک علی الشر مادمت تجدله فی الخیر محملا

یعنی جب تک آپ کسی مسلمان کی کسی بات کو خیر پر محمول کر سکتے ہیں تو اس کو شر پر محمول نہ کریں۔''

لیکن یہ ممکن ہے کہ آدمی حق کا ارادہ کرے اور خطا کر جائے اور اسی لئے تو جلیل القدر صحابی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **کم من مرید للخیر لم یصبه** یعنی بہت سے لوگ ہیں جو خیر کا ارادہ کرتے ہیں لیکن اس کو پاتے نہیں ہیں۔

ان رسائل میں موجود ہر چھوٹی بڑی بات پر رد کرنے کا میرا ارادہ نہیں ہے کیونکہ اس طرح بات کے طویل ہو جانے کا خطرہ ہے، بلکہ ہم بعض اہم باتوں کا رد کرنے پر اکتفا کریں گے۔ اگر چہ یہ سب باتیں کسی سوچ بچار اور تحقیق کرنے والے شخص پر پوشیدہ نہیں ہیں ان رسائل میں موجود موٹی موٹی خطائیں یہ ہیں۔

1- بغیر تخصیص کے ساری جماعت پر غلط کام ہونے کا حکم لگایا گیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حکم صحیح نہیں ہے یقیناً ہر منصف مزاج آدمی جس کو جماعت کی پوری پوری معرفت حاصل ہے وہ بالیقین جانتا ہے کہ جماعت کے بہت سے لوگ ان بدعات و خرافات سے سالم ہیں جن کی ان کو تہمت لگائی گئی ہے بلکہ ہر وہ شخص جو جماعت کے ساتھ چلا اور وہ خواہش نفسانی سے خالی تھا سے خالی تھا وہ ان میں کوئی ایک بات بھی ثابت نہیں کر سکتا جو بالاتفاق علماء امت شریعت کے خلاف ہو (اسی پر اجماع امت ہے) لیکن بعض جماعتوں کا ایسے مما لک سے آنا جو بدعات، شرک، جہالت اور گمراہ صوفیانہ طریقوں کے

ساتھ معروف ومشہور ہیں۔ پھر گمان کرنا کہ ان تمام یا بعض آنے والوں کی گمراہ مشائخ سے بیعت ہے تو یہ بات درحقیقت ظن پر مبنی ہے خبردار امر حق کے مقابلہ میں گمان ذرا بھی مفید نہیں ہے اور یہ بھی یقین نہیں ہے کہ جماعت کے ہر فرد کے ہاں بیعت ہے۔

2- دوسری خطا یہ ہے کہ ان مقالات کے لکھنے والوں نے جماعت کے ساتھ انصاف نہیں کی اور ان کی کسی خوبی کو ذکر نہیں کیا گویا کہ وہ ہر بھلائی سے خالی ہیں ان مقالات کو لکھنے والے ان منصف مزاج لوگوں کی راہ پر نہیں چلے جنہوں نے جماعت کے متعلق لکھا ہے اور ان کی خوبیوں اور خامیوں سب کو بیان کیا ہے بلکہ بعض لکھنے والے تو (اللہ تعالی ہمیں بھی اور انہیں بھی معاف کرے) اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ انہوں نے تبلیغ والوں پر بلا استثناء کھلم کھلا کفر کا فیصلہ دے دیا ہے۔ دیکھئے صفحہ ۴ پر لکھا ہے کہ:

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن سعد لی العبد لی الغامدی نے مساجد میں، حرم مکی کے ذکر کے حلقوں میں اور ہر مجمع میں ان کے کفر کا اعلان کیا ہے اور یہ آج کی تاریخ سے پانچ سال پہلے کی بات ہے اور مدینہ منورہ میں ان سے جس کی بھی ملاقات ہوئی اس سے اس بات کو ذکر کیا۔‘‘

سعودی عرب کے علماء اور طلبہ جو فراغت کے ایام میں ان کے ساتھ چلتے ہیں اور ان کی نصرت کرتے ہیں یقیناً ان کا مقصد حق کی نصرت، توحید کو پھیلانا، شرک وبدعات اور گناہوں کا مقابلہ کرنا ہے کیونکہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ تبلیغی جماعت والے دعوت والے کام کو حکمت اور مواعظہ حسنہ کے ساتھ چلاتی ہے اور وہ ہر ایسے کام سے دور رہتے ہیں جو لوگوں کے لیے دین اسلام سے نفرت کا باعث بنے اور جب کسی منکر پر انکار کو مؤخر کرتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ منکر سے خاموشی اختیار کرتے ہیں، بلکہ وہ اس کے لیے مناسب موقع کا انتظار کرتے ہیں۔ دعوت وتبلیغ والوں کا کام میں عمدہ اسلوب کہ لوگوں کو

گناہوں اور بدعات سے کھینچ کر اسلام اور توحید کی طرف لاتے ہیں اور دعوت والے کام میں شریک بنا لیتے ہیں بہت سے موافقین اور مخالفین کو معلوم ہے یہاں تک کہ آپ بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں جو گناہوں میں مبتلا تھے جنہوں نے جرائم اور امن خراب کر کے حکومتوں کو پریشان کر رکھا تھا وہ بھی جب جماعت والوں کی صحبت میں بیٹھے اور ان کے ساتھ نیک صالح ماحول میں وقت گزارا تو وہ یکسر تبدیل ہو گئے اور کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف دعوت دینے والے بن گئے اور حسب استطاعت دعوت کے راستہ میں جان، مال اور وقت کی قربانی دینے والے بن گئے۔

مذکورہ بالا حالات کی بناء پر ان کے ساتھ چلنے والوں اور ان کی نصرت کرنے والوں کے بارے میں کس لئے برا گمان کیا جائے اور کس طرح ان پر تہمت لگائی جائے کہ وہ بدعات اور گمراہیوں کی امداد کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ چلنے والے علماء طلبہ کے حق میں یہ حسن ظن کیوں نہ رکھا جائے کہ وہ اپنی اور پوری امت کی اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں اور حق کی نصرت کرنا چاہتے ہیں۔ کیا شرعاً یا عقلاً ہمارے لئے یہ جائز ہے کہ ہم دین کی دعوت دینے والوں کی اس لئے توہین کریں کہ ان میں سے کچھ لوگ ایسے ملکوں سے آئے ہیں جن میں بدعات وخرافات پائے جاتے ہیں؟ اور ہم ظاہر پر کیوں نہ چلیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے صحیح اثر میں آیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے اور اب وحی یقیناً بند ہو چکی ہے اور اب ہم تمہارے ظاہر اعمال پر گرفت کریں گے تو جو شخص خیر کو ظاہر کرے گا ہم اس کو امن دیں گے اور قریب کریں گے اور اس کے دلی بھیدوں سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ دل کی باتوں کا حساب اللہ تعالی لے گا اور جو شخص برائی کو ظاہر کرے گا ہم اس کو امن نہ دیں گے اور اگر وہ کہے گا کہ میری نیت اچھی ہے تو ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے'' (بخاری)

جس طرح کہ صحیح حدیث میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے قصہ میں آیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو اس کے لا الہ الا اللہ پڑھنے کے باوجود قتل کر دیا (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی کہ ہم ظاہر پر چلیں اور دلوں کی باتیں خدا کے سپرد کر دیں)

اور ان کے علاوہ بھی کئی صحیح حدیثیں ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے ظاہری حال کو دیکھنا ہے اور اسی پر فیصلہ کرنا ہے اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت ہے کہ اپنے بھائی کے (قول وفعل) کو برائی پر محمول نہ کر جب تک تو اس کو بھلائی پر محمول کر سکتا ہے اور بے شک دعوت دینے والوں پر اعتراض کرنے والوں کے اکثر اعتراض مبنی برظن ہیں حالانکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

یا ایها الذین امنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم........ آلایة

ترجمہ: اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں۔

دوسری آیت میں ہے: **ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً**

یقیناً بے اصل خیالات امر حق میں ذرا بھی مفید نہیں ہوتے۔

بخاری مسلم وغیرہ مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ۔ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور کسی کی عیب جوئی اور خبریں معلوم نہ کرو......الحدیث

بعض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ لوگ قبروں کی نذر و نیاز مانتے ہیں اور شرکیہ و بدعیہ زیارات کے قائل ہیں تو ہم اس کو نہیں جانتے اور اگر ان میں سے کوئی چیز ثابت ہو جائے تو ہم اللہ تعالی کی طرف اس سے برات کا اعلان کرتے ہیں۔ اور جس شخص نے ان چیزوں میں سے کوئی چیز دیکھی ہے تو اس پر لازم ہے کہ فوراً نکیر کرے اور اس کے لئے خاموش رہنا جائز نہیں ہے۔

ایک غلطی ان مقالات میں یہ بھی واقع ہوئی ہے کہ ان کے لکھنے والوں نے جب کوئی ایک آدھ خطا کسی ایک فرد سے صادر ہوتی دیکھی تو اس کے ذریعہ ساری جماعت کے متعلق فیصلہ صادر کر دیا حالانکہ یہ بات شریعت کے خلاف ہے کہ ایک جز سے صادر ہونے والی غلطی کی وجہ سے کل پر حکم لگا دیا جائے یعنی جب ان کے بعض اہل علم یا بعض افراد سے کوئی بدعت سرزد ہو تو ہمارے لئے یہ جائز نہیں کہ ہم سب پر عام حکم لگا دیں اور ہر آدمی کو معلوم ہونا چاہیے کہ یقیناً ہم جماعت کے تمام افراد کو عیبوں سے بری نہیں سمجھتے۔ جس طرح دوسرے انسانوں پر خلل اور نقص طاری ہوتے ہیں ان پر بھی طاری ہوتے ہیں جس طرح ہم یہ طاقت نہیں رکھتے کہ ان سب کو ہر قسم کی بدعات اور خرافات سے بری الذمہ ٹھہرائیں جو ہمارے سامنے نہیں آئیں۔

بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ممکن ہے ان میں سے بعض کے ہاں بھی کوئی چیز ہو جس کو وہ مخفی طور پر کرتا ہو ہم ایسے امور کا نفی اور اثبات میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے لیکن یہ جائز نہیں ہے کہ ہم تمام (عیوب کو) جماعت کی طرف بغیر دلیل کے منسوب کر دیں ان رسائل میں جو عقائد فاسدہ اور بدعات ذکر کیے گئے ہیں اگر وہ جماعت کے بعض افراد میں پائے جاتے ہیں تو ہم اللہ تعالی کے حضور میں ان سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں اور اللہ تعالی سے امید رکھتے ہیں کہ اصلاح کرنے والوں کی مدد فرمائے جو ان قابل اعتراض باتوں کو تبدیل کر دیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں ان اعتراض کرنے والے بھائیوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ کیا تبلیغی جماعت والے مسلمان نہیں ہیں؟ کیا حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان کی رو سے ان کی خیر خواہی واجب نہیں ہے۔ "الدین النصیحة" (الحدیث) کہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔

اگر فرض کر لیا جائے کہ جو کچھ جماعت کے متعلق کہا گیا کہ ان میں بدعات اور

خرافات ہیں وہ صحیح ہے تو کیا یہ جائز ہے کہ ان کو چھوڑ دیا جائے تا کہ اپنی گمراہی میں بھٹکتے رہیں؟ کیا علماء وطلبا پر یہ واجب نہیں کہ ان کو راہ راست پر لائیں اور ان کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے والا بنائیں اور بدعات ترک کرائیں؟ اور جب بعض علماء وطلبہ ان کو صحیح عقائد کی تعلیم دینے کے لئے اور راہ راست پر لانے کے لئے کھڑے ہوں تو کیا یہ جائز ہے کہ ہم ان خیر خواہوں کے متعلق بدگمانی کریں اور کہیں کہ یہ ان کے ساتھ مل کر منحرف ہوگئے ہیں اور بدعات وگمراہیوں میں ان کی طرح ہوگئے ہیں؟ اعتراض کرنے والے بھائی کیا یہی گمان رکھتے ہیں کہ دعوت اس میں منحصر ہے کہ تبلیغ والوں کو سب وشتم کیا جائے اور ان پر کفر وزندقہ کی تہمتیں لگائی جائیں۔ کیا ان کا گمان ہے کہ محض اسی سے ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے۔

جماعت تبلیغی میں اہل سنت مسلمانوں کے تمام گروہ ملے جلے ہوئے ہیں باوجود یہ کہ ان کے درمیان مسلک، ممالک، رنگ اور زبانوں کا اختلاف موجود ہے عرب بھی ہیں، عجم بھی، تبلیغی جماعت میں سب جمع ہیں۔

جب ہمارے پاس ایسے ملکوں سے جو اس بات میں مشہور ہیں کہ ان کے اکثر باشندے ہمیں امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کی وجہ سے کافر سمجھتے ہیں اور تعصب اور جہالت کی وجہ سے ہماری توحید کی باتوں کو سننا گوارا نہیں کرتے جب کوئی ایسی جماعت آتی ہے جو ہمارے لئے اپنے سینے کو کھول دیتی ہے اور ہمیں کہتی ہے کہ تم بہترین مسلمان ہو، توحید والے ہو اور تم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اولاد ہو اور دنیا میں دین اسلام اور توحید پھیلانے کے لئے ہمارا ساتھ دو۔ اس کے ساتھ اپنے قصور علم کا اعتراف کرتے ہیں اور وہ خیر خواہی کی بات قبول کرنے کے لئے تیار ہیں تو ایسے لوگوں کے متعلق ہم پر کیا واجب ہے؟ اور ان کی ان باتوں کو ہم ان کو کیا جواب دیں؟ کیا ہم ان کو یہ کہیں کہ تم کافر مشرک ہو چلے جاؤ۔ ہم

تمہارے ساتھ نہیں چلتے اور تمہاری نصرت نہیں کرتے کیونکہ تمہارے ملکوں میں شرک، بدعات اور بت پرستی ہے حالانکہ وہ کہتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ ہمارے ملکوں میں چلو اور جو چیزیں ہم نہیں جانتے ہمیں سکھاؤ اور ہماری جو چیز شریعت کے مطابق ہے اس کو اپناؤ۔

تبلیغ والوں کا ایک طریقہ کار ہے اور کتاب وسنت سے ثابت شدہ اصول ہیں جن پر وہ چلتے ہیں اور یہ اصول توحید، عبادات صحیحہ اور دعوت الی اللہ وغیرہ جیسی ضروریات دین پر مشتمل ہیں۔ ایسی باتوں کو جن میں علماء سوء اور وقت کے حکمرانوں کی توہین ہو انہوں نے اس لئے چھوڑ رکھی ہیں تاکہ جماعت میں نفرت اور تفرقہ نہ پڑے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ برائی کو برائی نہیں سمجھتے البتہ وہ سمجھتے ہیں کہ دعوت الی اللہ دینے اور منکر کے ازالہ میں نرمی برتنے سے اللہ تعالی کی توفیق سے دعوت کی بات عملاً جلد قبول کرلی جاتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اللہ تعالی نرمی کرنے والا ہے نرمی کو پسند کرتا ہے نرمی پر وہ چیز عطا کرتا ہے جو سختی پر عطا نہیں کرتا اور جو نرمی کے علاوہ اور کسی چیز پر عطا نہیں کرتا اسی معنی و مطلب کی اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں۔

دعوت وتبلیغ کے ان کے تربیتی اسلوب میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لوگوں سے دعوت کے ذریعہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے حالات کے مطابق کچھ وقت نکال کر ان کے ساتھ چلیں تاکہ دعوت کے کام میں نئے نئے آنے والے حضرات کے لئے صالح ماحول میں ان کے ساتھ وقت گزارنا آسان ہوجائے اور تاکہ وہ دین کی باتوں سے متاثر ہوں اور اس فرصت کے زمانہ میں اعمال صالحہ انجام دے سکیں حتی کہ جن بری عادات میں وہ مبتلا تھے ان کو چھوڑنا آسان ہوجائے۔ غرض وہ اس نکلنے کو اپنی اور دوسروں کی اصلاح کے لئے وسیلہ اور ذریعہ سمجھتے ہیں اس کو مقصود بالذات نہیں سمجھتے اس طریقہ اور ترتیب کی بدولت آپ دیکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ نکلنے والے بہت سے لوگوں کی زندگیاں تبدیل ہوگئی ہیں اور

بالآخر وہ لوگ جو دین سے دور ہو چکے تھے دین کے داعی بن جاتے ہیں۔

دعوت و تبلیغ والوں پر اعتراض کرنے والے بھائیوں کی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہ تصور لیے ہوئے ہیں کہ دعوت میں صحیح طریقہ وہ ہے جو سختی اور تشدد پر قائم ہو اور جن کو دین کی دعوت دی گئی ان کے معاملہ میں نرمی اور شفقت نہ کی جائے بلکہ ان کے ساتھ نرمی اور سہولت کرنے کو حکمت کے خلاف اور مداہنت شمار کرتے ہیں اور یہ لوگ چاہتے ہیں کہ تمام داعیان حق اس شدت والے طریقہ میں ان کے ساتھ اتفاق کریں اور جو ایسا نہ کریں ان پر مداہنت کی تہمت لگائی جاتی ہے اور الزام دیا جاتا ہے کہ یہ لوگ ''منکر'' کے ازالہ میں سستی برتتے ہیں۔

کاش کہ یہ لوگ اپنے دعوت دینے والے بھائیوں کو جنہوں نے دعوت میں نرمی، سہولت اور شفقت والے طریقہ کو اختیار کیا ہے دلیل اور حق پر سمجھتے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو ارشاد فرمایا جبکہ ان کو فرعون کی طرف بھیجا گیا: **فقولا له قولاً ليناً لعله يذكر او يخشىٰ**

یعنی ''پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرلے یا وہ ڈر جائے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي احسن

یعنی آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ سے بلایئے اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بحث کیجئے۔ **فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظاً غليظ القلب لا تفضوا من حولك**

یعنی خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تندخو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے۔

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''نرمی جس چیز میں آتی ہے اس کو زینت دیتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جاتی ہے اس کو عیب دار کر دیتی ہے۔'' (مسلم)

کاش کہ یہ لوگ دعوت دینے والے اپنے بھائیوں کے متعلق حسن ظن رکھتے اس لئے کہ انہوں نے اپنے اجتہاد کے مطابق اس کام کو ایک خاص طریقہ پر قائم کر رکھا ہے۔ اور من جملہ ان خطاؤں کے جن پر یہ رسائل دلالت کرتے ہیں ایک یہ ہے کہ اس محنت کرنے والی جماعت کی اصلاح سے مایوسی ہے اس لئے کہ جو عیوب ان کی طرف منسوب کیے گئے ہیں وہ ثابت ہیں اور جو لوگ دعوت والے کام میں ان کی نصرت کر رہے ہیں وہ مداہن ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ بیشک تبلیغ والے اس حق کی نصرت و تائید کا ارادہ کرتے ہیں جو ان کے ساتھ ہے اور باطل کو مٹانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ ان کے ساتھ چلنے والوں کے دلوں میں صحیح عقیدہ کو پختہ کریں اور اس سے انحراف سے روکیں۔

تبلیغی جماعت کے متعلق ہمارے علماء کے موقف مختلف ہیں:

ان میں سے بعض حق کی نصرت کرنا، سنت کو پھیلانا اور مسلمانوں کے حالات کی اصلاح کے لئے کوشش کرنا، واضح طریقہ سے صحیح اور غلط عقائد میں تمیز کرانا ان سب باتوں کو جائز اور صحیح سمجھتے ہیں اور اگر جماعت والوں سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو جو کتاب وسنت کے منافی ہو تو اس پر روک ٹوک کی جائے۔ اور یہ کہ ہم ان کی پوشیدہ باتوں کو اللہ کے سپرد کر دیں اس لئے کہ ہمارے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ ہم ان پر کوئی حکم لگائیں سوائے ان کی ان باتوں پر جو ہمارے سامنے ظاہر ہوں۔

اس کام کی تائید ہمارے شیخ محمد ابراہیم آل شیخ نے اور ہمارے شیخ عبدالعزیز بن

عبداللہ بن باز وفقہ اللہ وغیرہ علماء نے بھی کی ہے جن کو اس جماعت اور اس کے علاوہ تمام مسلمانوں کے حالات سے گہری دلچسپی ہے۔

جو شخص بھی تبلیغی جماعت کے حالات میں سوچ بچار کرے گا وہ یہ بات جان لے گا کہ یہ لوگ اپنی دعوت کے ذریعے اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے صرف خیر اور نصیحت کا ارادہ رکھتے ہیں اور اپنی اس محنت میں اصلاح کے سوا اور کسی چیز کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اور یہ خطا سے معصوم بھی نہیں ہیں ان کو اطمینان ہے کہ وہ حق پر ہیں اور وہ لوگوں کو کتاب سنت پر عمل کرنے کی اور سلف صالحین کی راہ پر چلنے کی دعوت دیتے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ وہ یہ کہہ کر اعلان کرتے ہیں کہ" اے لوگو ہماری دنیا و آخرت کی نجات اور کامیابی اللہ تعالی کے حکموں کو حضور اکرم ﷺ کے طریقوں کے مطابق بجالانے میں ہے. یقیناً میں اور میرے علاوہ دوسرے لوگ جانتے ہیں کہ بہت سے لوگ ہدایت کے راستے سے منحرف اور علم و اصلاح کے دائرہ سے دور ہو چکے تھے بلکہ الحاد کی ہلاکت میں داخل ہو چکے تھے تو جب ان جماعتوں کی دعوت و تبلیغ سے متاثر ہوئے اور کچھ مدت ان کیس اتھ رہے ان کی زندگی کا نظام تبدیل ہو گیا تو ہم نے ان میں سے بہت لوگوں کو دیکھا جو دینی مدارس اور اسلامی جماعت میں داخل ہوئے اور علماء کے شاگرد بنے اور دعوت کی وہ کتابیں پڑھیں جو کہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکاروں نے شائع کیں۔

جی ہاں ان کے ساتھ نکلنے والے بہت سے لوگ متاثر ہوئے ہیں تو جب واپس آتے ہیں تو حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں سے مستفید اور متاثر ہوتے ہیں اور بہت تھوڑے لوگ بغیر فائدہ کے بھی واپس لوٹتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ جب ان کے ساتھ چلتے ہیں درحقیقت اپنے گمان کے مطابق برائیوں کو دیکھنے کی نیت سے نکلتے ہیں اور ان کے اعمال صالحہ کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بے شک میں جتنا عرصہ جماعت

کے ساتھ نکلا ہوں کوئی ایسی بات نہیں کہی جو لا الہ الا اللہ کے مفہوم کے خلاف ہو۔ سعودی عرب کے شہروں کے جو طالب علم ان کے ساتھ نکلتے ہیں میں ان میں سے کسی ایک کو نہیں جانتا جس نے کوئی ایسی بات کہی ہو جو شیخ امام رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کے خلاف ہو اور وہ، وہ ہے جو کتاب وسنت کے موافق ہوتا ہے بلکہ ہماری ساری بات بحمد اللہ کلمہ توحید کے متعلق چلتی تھی کہ خالص عبادت اللہ وحدہ کے لیے ہونی چاہیے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف اللہ تعالی کی ربوبیت کا اقرار کیا جائے کہ رب صرف ایک ہے۔ اس لیے کہ سب کو معلوم ہے مشرکین عرب اقرار کرتے تھے کہ اللہ تعالی اپنے کام میں اکیلا ہے اور یہی توحید ربوبیت ہے یعنی رب ایک ہے اور یقیناً توحید کی اس قسم نے ان کو اسلام میں داخل نہیں کیا اس لیے کہ انہوں نے توحید الوہیت کا انکار کیا یعنی بندوں کی جتنی عبادتیں ہیں وہ سب صرف اللہ کے لیے نہیں کرتے تھے بلکہ اس میں غیر اللہ کو بھی شریک کرتے تھے مثلاً سجدہ، نیاز اور پکار وغیرہ عبادات غیر اللہ کے لیے بھی کرتے تھے لہذا وہ توحید ربوبیت کے اقرار کے ساتھ توحید الوہیت کے قائل نہ تھے جس کی وجہ سے وہ مسلمان نہ ٹھرے۔ یہ اور ان کے علاوہ دوسری چیزیں ہیں جس پر ہمارے وہ علما وطلبا بھائی تنبیہ کرتے ہیں جو ان کے ساتھ چلتے ہیں اور ان کی نصرت کرتے ہیں اور بعض رسائل لکھنے والوں نے اشارہ کیا ہے کہ تبلیغ والے توحید ربوبیت بیان کرتے ہیں اور توحید الوہیت بیان نہیں کرتے۔

میں کہتا ہوں جی ہاں! تبلیغ والے کبھی کبھی توحید کی دونوں اقسام بیان نہیں کرتے کہ توحید ربوبیت یہ ہے اور توحید الوہیت یہ ہے لیکن وہ لوگ توحید کی ان دونوں قسموں کے مقصد ومطلب کو پورا پورا ادا کرتے ہیں کیونکہ یہ بات ان کے اصولوں میں شامل ہے کہ تمام باتوں اور تمام کاموں پر نیت خالص اللہ تعالی کے لیے ہونی چاہیے اور یہ درحقیقت توحید الوہیت ہے کہ بندوں کے سب کام صرف اور صرف اللہ تعالی کی ذات کے لیے ہوں۔ اور

آپ جب ان کے ساتھ دعوت دین کے لیے نکلیں گے تو ان کو دیکھیں کے کہ ان کی دوعائیں اوران کے اعمال توحید الوہیت سے ذرا بھی باہر نہیں ہیں۔اس لیے یہ اس بات کے شدید حریص ہیں کہ ان کے اعمال واقوال حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال واقوال کے مطابق ہوں ان کے خلاف بالکل نہ ہوں۔

یوتی الحکمۃ من یشاء

''اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے حکمت یعنی دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے''

جو شخص دین کے ان داعیوں کے ساتھ وقت گزارتا ہے اوران کے حالات سے آگاہ ہوتا ہے اوران کے دعوت والے طریقہ کار کو پہچانتا ہے، بشرطیکہ خواہشات نفسانیہ اور مؤثرات خارجیہ سے خالی ہواوراس کا مقصداس کے ذریعہ حق کوطلب کرنا ہواور وہ بہت سی عجیب چیزیں دیکھتا ہے مثلا یہ کہ اپنے ایمان کو کس طرح مضبوط کیا جاتا ہے اور لوگ کس تیزی سے ان کی بات کو قبول کر لیتے ہیں تو اس کے دل میں ذرا بھی کھٹکا نہ ہو کہ اللہ تعالی نے ان کو دعوت الی اللہ میں حکمت عطا فرمائی ہے۔

حصول حکمت کے اہم اسباب میں سے ہے تمام مشاغل سے علیحدگی اختیار کرنا اورخروج کے لئے یہ نیت کرنا کہ اللہ تعالی کی رضا اور آخرت کا گھر حاصل کیا جائے اوراپنی اورتمام امت کی اصلاح کے لئے حسب استطاعت تھوڑا بہت وقت فارغ کیا جائے ساتھ ساتھ اپنی وسعت کے مطابق اللہ تعالی سے دعا کی جائے اور گڑگڑا کر یہ درخواست کی جائے کہ اللہ تعالی ہم سب کواور پوری امت کو ہدایت نصیب فرمائے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ دعوت الی اللہ کے راستے میں چلنے والا اپنے اہل وعیال کو ضائع کرتا ہے اولاد کو بے کار چھوڑتا ہے یا ماں باپ کی مخالفت کرتا ہے یا اپنی معاش کو چھوڑ دیتا ہے یا اسباب معیشت کو ترک کر دیتا ہے بلکہ وہ اپنے حالات کی ترتیب بناتا ہے اوراپنے

کاموں کو منظّم کرتا ہے جس طرح کہ کاروباری نمائندہ کرتا ہے اور تجارت یا علاج معالجہ کی خاطر سفر کرنے والا پروگرام ترتیب دیتا ہے۔

جو شخص اس دعوت والے کام کی حقیقت سے ناواقف ہے (اور ایسے بہت ہیں) حتی کہ بعض دیندار بھی اس کام کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور اس کو دین میں بدعت سمجھتے ہیں یا اس کو بیکار جانتے ہیں یا ذمہ داری کا ضیاع سمجھتے ہیں

حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ کام نہ بدعت ہے نہ ضیاع۔ درحقیقت یہ ایک پر مصلحت لازمی کام ہے جو تمام مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ضروری ہے۔ اس کام کے لئے نکلنے میں صرف ایک عیب ہے وہ یہ کہ یہ کام نفس پر بہت گراں گذرتا ہے کیونکہ اس کام میں مشقتوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے، آرام کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ لذات کو ترک کرنا پڑتا ہے، اہل وعیال اور تمام پیاری چیزوں سے جدا ہونا پڑتا ہے، مال، وقت، محنت اور فکر کی قربانی کی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔

اس کام سے مقصود صرف یہی ہے کہ اللہ کے راستے میں نکلنے والا اپنے نفس، شیطان اور دنیا سے جہاد کرے حتی کہ دین اور آخرت اس کے نزدیک خواہشات نفسانیہ سے زیادہ اہم ہو جائیں اور اللہ تعالی کی رضا نفس اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں سے مقدم ہو جائیں۔ حضور اکرم ﷺ دین کی دعوت دینے کے لئے طائف تشریف لے گئے اور وہاں دعوت دین کی وجہ سے آپ ﷺ کو بڑی تکلیف اٹھانی پڑی

اسی طرح آپ ﷺ نے قرآن کے ستر قاری عرب کے بعض قبائل کی طرف دین کی تعلیم اور فقہ پڑھانے کے لئے بھیجے۔ انہوں نے دھوکہ سے ان کو شہید کر دیا۔ اس بارے میں اصل قانون تو اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: **فلو لا نفر من كل فرقة طائفة منهم ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون.**

ترجمہ: ''سوایسا کیوں نہ ہوا کہ ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ لوگ اپنے لوگوں کو جب کہ وہ ان کے پاس آئیں ڈرادیں تاکہ وہ احتیاط رکھیں۔''

دعوت وتبلیغ والا کام جہاد ہے۔

امام شمس الدین ابن قیم رحمہ اللہ نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

بے شک جہاد بہت سے امور کو شامل ہے لیکن سب سے اہم اور سب سے بڑے چار امور یہ ہیں۔ نفس سے جہاد، خواہش سے جہاد، شیطان سے جہاد اور دنیا سے جہاد اور جب ایک مسلمان ان چیزوں پر قابو پالیتا ہے تو خارجی دشمن پر بھی قابو پالیتا ہے اور جب یہ چیزیں آدمی پر غالب آجاتی ہیں تو خارجی دشمن بھی آدمی پر غالب آجاتا ہے۔

اب اس حقیقت ثابتہ کا اعتراف کرنا باقی ہے کہ ہمارے علاقہ (سعودی عرب) میں بسنے والے لوگ اگرچہ بحمداللہ ان کا عقیدہ اس انحراف سے محفوظ ہے جس میں بدعتی مبتلا ہیں اور انبیاء اولیاء اور صالحین وغیرہ امواب اور اہل قبور سے امداد مانگنے سے بھی محفوظ ہیں اور اسی طرح بدعات وخرافات سے بھی محفوظ ہیں۔

لیکن اس کے باوجود افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم میں سے بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے دین پر دنیا کو ترجیح دے رکھی ہے، علم کے باوجود اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے، ان کو اللہ تعالی کے دین کے دشمنوں کے ساتھ دوستی رکھنے میں کوئی پرواہ نہیں حتی کہ ایمان کا سب سے مضبوط دستہ جو کہ اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے بغض رکھنا ہے وہ ان کے دل میں کمزور ہو گیا ہے اور ہم میں سے بہت سے لوگوں نے صحیح طریقہ پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بھی چھوڑ رکھا ہے۔ ہمارے بہت سے لوگوں کے دلوں میں عبادت کی بنیادیں مثلاً اللہ تعالی کے لئے کمال درجہ کی محبت اور اللہ تعالی کے لئے کمال درجہ

کی عاجزی کمزور ہوگئی، یہ تلخ حقیقت ہمارے ہاں موجود ہے اور اس میں کچھ شک نہیں ہے یہ کمزوریاں اس سے بھی زیادہ دیگر اسلامی ممالک میں موجود ہیں بلکہ ان میں تو ان کے علاوہ شرک، بدعات اور دیگر خرافات بھی موجود ہیں۔ و تعاونوا علی البر والتقویٰ نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو۔''

بے شک نقص وعیب (کمزوریاں) بشریت کے لوازمات سے ہیں لہذا ہر آدمی میں حسنات بھی ہوتے ہیں اوسیات بھی۔ جب اس ملک اور دوسرے ملکوں کے داعیوں کے درمیان باہمی تعاون حاصل ہوگا تو خیر کثیر اور نفع عام کا نتیجہ نکلے گا کیونکہ ہر ایک داعی میں کچھ خامیاں اور کچھ خوبیاں ہوتی ہیں تو جب ہم دعوت الی اللہ اور خیر کے میدانوں میں ایک دوسرے سے ملیں گے اور ایک دوسرے سے خیر خواہی اور ایک دوسرے سے تعاون ہوگا تو عیب ختم ہو جائیں گے یا کم اور خفیف ہو جائیں گے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ بہت سے حق سے منحرف لوگ جو اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں اور دوسروں کو باطل پر سمجھتے ہیں جب اہل حق سے میل جول کرتے ہیں تو ان پر ان کی غلطی واضح ہو جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جماعت کا طریقہ جس پر جماعت کے لوگ چلتے ہیں مختصراً بیان کر کے اپنی بات کو ختم کروں۔ ان کی تو دعوت کا دارومدار چھ باتوں پر ہے۔

1- ایمان اور کلمہ شہادۃ کی حقیقت

2- نماز میں خشوع وخضوع

3- علم وذکر

4- اکرام مسلم

5- تصحیح نیت

6- دعوت وتبلیغ

ان باتوں کو صرف زبان سے یاد کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ یہ باتیں دل، زبان اور اعضاء میں پختہ صفات بن جائیں اور ان کو حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ فارغ ہو کر دعوت الی اللہ کے راستہ میں تھوڑا بہت وقت لے کر نکلا جائے تا کہ یہ صفات پختہ ہو جائیں اور خصوصی اور عمومی زندگی میں ان کا اثر ظاہر ہو۔

تو جب کسی شخص کے اندر ان صفات کی حقیقت آ جائے گی تو لازماً اس کے اندر حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین والی صفات آئیں گی۔

ان باتوں کا انتخاب اس لئے کیا گیا ہے کہ ان کی ضرورت ہر وقت پڑتی رہتی ہے جیسا کہ فکر کرنے والے پر پوشیدہ نہیں ہے اور حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی شخص اس جماعت کی ان تمام خوبیوں کو نہیں پا سکتا جن پر یہ چلتے ہیں

جب تک ایک طویل مدت تک افادہ اور استفادہ کے ارادہ کے ساتھ ان کے ساتھ نہ رہے اور ساتھ ساتھ خواہش نفس سے بھی خالی ہو تا کہ ان تمام ظاہری اور باطنی حالات پر مکمل اطلاع ہو اور دیکھے کہ اللہ تعالی کے راستے میں نکلنے والے کس طرح ان چار کاموں میں اپنا دن رات گزارتے ہیں۔

1- دعوت الی اللہ میں
2- تعلیم و تعلم میں
3- عبادات میں
4- خدمت میں

کسی شخص کی طاقت میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ جماعت کے اعمال کی حقیقت پر اور طریق کار پر جو کہ جماعت والے مشورہ کے ذریعہ ترتیب دیتے ہیں اور اصول و آداب پر جو کہ کتاب و سنت سے مستفاد ہیں اور جن پر جماعت والے عمل پیرا ہوتے ہیں پوری پوری

واقفیت حاصل کر لے مگر جب تک کہ کافی وقت جماعت والوں کے ساتھ مصاحبت و معاشرت نہ کرے یہاں تک کہ اس کو جماعت کے کام پر بصیرت حاصل ہو جائے، لیکن اگر کوئی شخص یہ ارادہ رکھتا ہے کہ لوگوں سے سنی سنائی باتوں پر فیصلہ کرے تو اس کا فیصلہ ناقص ہو گا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس نے حجت تامہ اور تصور صحیح کے بغیر فیصلہ دیا ہے اس کے علاوہ جماعت کے تمام اعمال لوگوں کی نظروں کے سامنے واضح، ظاہر اور کھلم کھلا ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے۔

فسري كاعلاني وتلك خليقتي

وظلمة ليلي مثل ضوء نهاري

تو میرا باطن میرے ظاہر کی طرح ہے اور یہی میری عادت ہے اور میری رات کا اندھیرا میرے دن کی طرح ہے۔

طبقاتی، مسلکی اور ثقافتی اختلافات کے باوجود تبلیغ والے ہمیشہ تمام مسلمانوں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ دعوت والے کام میں ان کے ساتھ شریک ہوں اور یہ کہ ان کی غلطیوں کی اصلاح کریں (سچی اور حق بات مومن کی گمشدہ چیز ہے جہاں اس کو پائے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے)

میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ ہماری ہدایت کی باتیں ہمارے دل میں ڈالے اور نفس کے شرور سے بچائے اور ہمیں حق کو حق کی صورت میں دکھائے اور اس کے اتباع کی توفیق بخشے اور ہمیں باطل کو باطل کی شکل میں دکھائے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کو ہمارے اوپر ملتبس نہ کرے ورنہ ہم گمراہ ہو جائیں گے اور یہ کہ اپنے دین کی نصرت فرمائے اور اپنے کلمے کو بلند کرے اور ہم سب کو اپنے دین کی مدد کرنے والا بنائے۔

وصلى الله عليه وسلم على نبينا محمد وآله وصحبه اجمعين واتباعه الى يوم الدين . آمين .

تبلیغی جماعت کے بارے میں علماء عرب کی آراء





سماحة الشيخ ابوبكر جابر الجزائرى المدرس بالمسجد النبوى ﷺ الشريف والجامعه المدينه المنوره

ہمارے کچھ بھائی وہ بھی ہیں جو تبلیغی جماعت والا کام تو نہ کرسکے الٹا انہوں نے ان پر اعتراض بازی شروع کردی انہیں ایسا کرنا زیب نہیں دیتا اللہ انہیں راہ راست پر لے آئے۔



سماحة الشيخ محمد ابراهيم آل الشيخ

تبلیغی جماعت کا اہم مقصد مساجد میں وعظ و نصیحت کرنا، لوگوں کو راہ راست دکھانا، توحید اور اچھے عقیدوں پر ابھارنا اور کتاب وسنت پر عمل کے لیے آمادہ کرنا ہے۔



سماحة الشيخ عبدالعزيز بن عبدالله باز، رئيس عام ادارة البحوث العلميه والافتاء والدعوة والارشاد

میں ہمیشہ اپنے اہل علم بھائیوں کو وصیت کرتا ہوں کہ دعوت والے کام میں ان کے ساتھ شریک ہوں تاکہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون ہوتا رہے۔ لوگوں کو اس قسم کے پاکیزہ اجتماعات کی سخت ضرورت ہے۔ جو کہ وعظ و نصیحت پر مشتمل ہوں اور جن میں اسلام پر جمے رہنے کی دعوت دی جائے، اس کی تعلیمات پر عملی تشکیل دی جائے جب بھی فرصت ملے دعوت الی اللہ کے لیے جماعت کے ساتھ نکلتے رہیں۔



سماحته الشيخ يوسف بن عيسى الملاعى

تبلیغی جماعت والے تمام مسلمانوں کے لیے خیر، نصیحت اور اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔



الجلالة الملك عبدالعزيز آل سعود

تبلیغی جماعت کی تحریک ایک پاکیزہ جدوجہد ہے جو سلف صالحین کے عقیدے کے طرف دعوت دیتی ہے۔



محمدامان بن علی الجامی سربراہ کالج حدیث و دراسات اسلامیه

ہم تجویز پیش کرتے ہیں کہ جماعت کی یہ تحریک ہمارے طلبہ میں بھی ہونی چاہیے تاکہ وہ ان سے فائدہ اٹھاسکیں۔



جلالة الملك فهد

یقیناً ان کا کوئی سیاسی مقصد نہیں ہے اور نہ ہی کوئی دنیاوی طمع ہے۔ حکمت نصیحت وموعظ کے ساتھ دعوت الی اللہ کے کام میں ان کے نفوس مالا مال ہیں۔

فہرست

جلاء الاذهان عما اشتبه فی جماعة التبلیغ لبعض اهل الایمان

تبلیغی جماعت پر بعض اہل ایمان کے اعتراضات کا عرب علماء کی طرف سے جواب

مجموعہ رسائل لکبار العلماء والمشائخ فی المملکة العربیة السعودیة

تبلیغی جماعت اور مشائخ عرب

تقدیم

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مترجم

مولانا نور محمد قادری تونسوی حفظہ اللہ

نظر ثانی

مولانا ڈاکٹر مفتی عبد الواحد حفظہ اللہ

پسند فرمودہ

سید نفیس الحسینی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

مولانا ڈاکٹر محمد یوسف خان حفظہ اللہ

مولانا عبد المتین حفظہ اللہ

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ